

مولانا عرفان الحق اظہار حقانی

استاذ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سوانح حیات قائد جمعیت، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

مضت الدهور وما آتین بمثلهم ولقد آتی فعجزن عن نظره

دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کے سربراہ، جمعیت علماء اسلام (س) کے امیر، دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، ملک میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے پارلیمنٹ میں سب سے طویل عرصہ تک جنگ لڑنے والے سابقہ سینیٹر، درجنوں کتابوں کے مصنف، عظیم سکالر، عالم اسلام کے معروف ہر واعرز رہنما، ماہنامہ الحق کے بانی و مؤسس، ایڈیٹر اور مغرب میں قادر آف طالبان کے نام سے مشہور، عظیم شخصیت احقر (عرفان الحق) کے تایا جان حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو بروز جمعہ 2 نومبر 2018ء بعد از مغرب 6 بجے ان کے مکان واقع بحریہ ٹاؤن راولپنڈی میں خنجروں کے ذریعے درجنوں وار کر کے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا ”انا لله وانا الیہ راجعون“۔

اس واقعہ کی اطلاع احقر اور برادر مکرم مولانا حامد الحق کو 6:40 پر ان کے سیکرٹری نے موبائل پر اس وقت دی جب ہم آسیہ ملعونہ کے خلاف جہانگیرہ میں منعقدہ احتجاجی مظاہرہ سے واپس ہو رہے تھے۔ اس قیامت خیز خبر سے ایسا محسوس ہوا جیسے سروں پر آسمان ٹوٹ گیا ہو اور زمین پاؤں کے نیچے سے بالکل سرک گئی ہو، اطلاع ملتے ہی ہم فوراً روانہ ہو چلے، راولپنڈی پہنچے تو سفاری ویلاز ہسپتال کے باہر مولانا صاحب کے سینکڑوں عقیدت مند کھڑے تھے، مولانا صاحبؒ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا؟ وہ تو ملک و ملت کے حد درجہ خیر خواہ شخصیت تھے، جس ظالم نے بھی یہ کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ مولانا احمد شاہ (معاون مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ) ایک جگہ بڑھ چلے گئے تھے، میں نے کہا کہ آپ انہیں اکیلا چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں حضرت کے حکم سے سودا سلف لینے کا چوک تک گیا اور پیچھے یہ گھٹاؤنی واردات ہو چلی۔ درجنوں علماء و مقامی سیاسی زعماء تعزیت کے ساتھ ساتھ حوصلہ بھی دلا رہے تھے۔

تایا جان کو ہم اہل خاندان چھوٹے ابا جی کے شیریں نام سے پکارتے تھے، ان کی جسد سے سفید چادر ہٹائی تو دل چیرنے والی کیفیت کا سامنا کرنا پڑا، حضرت کا چہرہ مبارک، داڑھی، سینہ، کندھے خون سے لت پت تھے۔ فوراً ان کے ماتھے اور ہونٹوں کا بوسہ لیا، 61 برس تک قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ

وسلم کے زعرے بلند کرنے والے ہونٹ اب بالکل خاموش تھے، یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ سینہ جو اسلامی علوم و فنون، حدیث مبارکہ اور قرآن پاک کے علوم کا گنجینہ تھا، اس پر کوئی اس بے دردی سے وار کر سکتا ہے؟ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور چیخ چیخ کر رونا شروع کیا، چند ہی لمحوں میں بد بخت شقی القلب لوگوں نے ان کے سینہ، کندھوں اور چہرے دوسرے پیشمار وار کئے تھے۔ مزید حوصلہ دیکھنے کا نہ رہا تو فوراً کپڑے سے حضرت کے جسد کو ڈھانپ دیا۔ مولانا قاری فضل ربی (مہتمم مدرسہ گلستان جوہر) نے بڑھ کر تلی دینے کی کوشش کی، پھر مولانا عبد المجید ہزاروی (جامعہ فرقانیہ والے) نے صبر کی تلقین فرمائی، ناظم وفاق المدارس پنجاب مولانا عبدالرشید، مولانا عبدالغفور حیدری، فرزند مدرّس جنرل حمید گل عبداللہ گل صاحب نے حالات کا مقابلہ کرنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آج میں دوبارہ یتیم ہو چلا۔

پولیس کے اعلیٰ حکام، حضرت کے پوسٹ مارٹم کروانا چاہ رہے تھے، میں نے اور مولانا حامد الحق دیگر برادران نے باہمی اتفاق سے شرعی نقطہ نظر کے بنیاد پر پوسٹ مارٹم سے معذرت کی، لیکن وہ بضد تھے کہ یہ ضروری ہے میں نے جذباتی ہو کر کہا کہ کتنے پوسٹ مارٹموں سے مجرموں تک آج تک رسائی ہو سکی؟ اس ملک میں تو صدر اور وزیر اعظم جیسے لوگوں کے قاتل بھی نامعلوم ٹہرے۔ بڑی لے دے کے بعد وہ مولانا حامد الحق کیساتھ مشاورت کرنے لگے۔ جبکہ میں حضرت کے مکان اور کمرہ واردات دیکھنے کیلئے مولانا احمد شاہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا، جہاں تفتیشی ٹیمیں اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھیں، دیکھا تو چارپائی کے چادر پر خون پڑا تھا، نیچے دائیں جانب زمین پر جما ہوا خون بھی نمایاں نظر آ رہا تھا، یہ سب کچھ نہ جانے کس طرح سے دیکھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ پریشانی کے عالم میں احقر کبھی اوپر حضرت کے کمرے اور کبھی بیڑھیوں سے اتر کر مکان کے نچلے حصہ کو دیکھتا رہا کہ نہ جانے یہ ملک و ملت کا دشمن کس طرف سے داخل ہو کر شقاوت کے مظاہرے کرنے میں مصروف ہوا؟ نہ جانے حضرت نے دفاعانہ کوشش میں کیا نصیحت کی ہوگی؟ ان کیلئے تو موت اور حیات دونوں یکساں تھے، بلکہ موت وصال حبیب کا ذریعہ تھا۔ ہم جیسے ناتوانوں کیلئے ان کی حیات دنیاوی میں بے فکری کا سامان تھا، یہ تصور و سوچ بھی ہمارے لئے محال ہو جاتا تھا کہ حضرت نہ ہو گئے ہم تو زبان حال سے کہتے تھے کہ ع تیری عمر ہو سو برس اور ہر روز ہو ہزار سال

ہم نے آپ کو اخلاق عالیہ میں بالکل یوں پایا، جیسے کہ اکابرین و اسلاف کے متعلق کتابوں میں مذکور ہیں۔ بڑے بڑے مناصب پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی ذات میں تکبر کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ شفقت و اصغر نوازی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ چھوٹے سے چھوٹے طالب علم کے ساتھ بھی توجہ اور بات چیت میں ایسے پیش آتے، جیسے ایک بڑا ان کے سامنے ہو۔

ابھی دو تین ہفتوں کی بات ہے کہ گورنر خیر بختونخواہ (شاہ فرمان صاحب) نے تھانیہ آرہا تھا تو اس موقع پر مولانا صاحب دفتر اہتمام میں تشریف فرما تھے اور مہمانوں کو ساتھ والے دفتر مہتمم میں بلایا جانا تھا۔ سرکاری پروٹوکول کے لوگوں اور ہمارے اپنے ساتھیوں نے آکر اطلاع دی کہ چند لمحوں میں گورنر صاحب پہنچ آئیں گے، مولانا صاحب اس وقت چند طالب علموں کے ساتھ جو گفتگو تھے، آپ نے اطلاع دینے والے کو کہا کہ اچھا آرہا ہوں، پھر تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا دفتری اہلکار آیا کہ آپ دوسرے دفتر آجائیں گورنر مدرسہ میں داخل ہو گئے اس پر آپ نے فرمایا کہ ظالموں کچھ لمحوں کیلئے طالب علموں کے ساتھ نہیں چھوڑتے ہو؟ اور پھر ان کے ساتھ مصروف ہو گئے، یہ ان کے دل میں طالب علم کے عظیم مقام کا احساس تھا، کہ حکمران وقت کے بجائے دلی توجہ ان کی طرف مبذول رہی۔ طالب علم کی ہر قسم کی ضرورت کا احساس انہیں ہمہ وقت دامن گیر رہتا۔ جب بھی ان کو کسی معاملہ میں شکایت ہوتی تو ان تک رسائی ایسی ہی آسان تھی جسے اپنے ہم درس ساتھی سے بلا تکلف ہر بات کہنا آسان ہو اور اس کے ازالہ میں لمحوں کا توقف بھی نہ بھرتے، بلکہ اسی وقت متعلقہ شعبوں میں احکامات جاری کر کے بحفیذ کی نگرانی بھی کرتے تھے۔ نہ جانے ہم ان کی کس کس ادا کو یاد کر کے روئیں گے؟ بے نقسی و خاکساری آپ کو میراث میں اپنے والد بزرگوار سے ملی تھی، جب کوئی احادیث کی اجازت لینے کا کہتا تو آپ فرماتے کہ بڑے بڑے شیوخ موجود ہیں ہم تو اس کے اہل نہیں ہیں، کوئی اصرار کرتا تو پھر اجازت دیتے ہوئے فرماتے کہ ہم توجیح میں صرف ذرائع ہیں اکابر کے شرائط پر اجازت دے رہا ہوں۔ اب تو کچھ عرصہ سے عرب و عجم اور مغرب و بلاد بعیدہ سے نئے موصلات آئی، ایم او، وائس ایپ، مسیجر وغیرہ سے بہت سارے حضرات اجازت کے طلبگار رہتے، جن کی درخواست احقر حضرت تک پہنچاتا۔ مولانا صاحب مجھ سے تحقیق کرتے اگر پھر فارغ التحصیل ہوتا تو پھر اجازت سے مشرف فرماتے۔

گھر میں یا باہر جب بھی دعا کا موقع ہوتا تو خود دعا نہیں کرواتے بلکہ کسی دوسرے استاد کو کہتے کہ آپ دعا کیجئے! ہم آمین کہیں گے، گھر میں کوئی اجتماع یا دعوت وغیرہ ہوتی تو احقر کو جمیر الصوت ہونے کے بنیاد پر فرماتے کہ عرفان! اجتماعی دعا کراؤ۔ حلم اور بردباری کے آپ خور تھے، آپ کا بڑا سے بڑا سیاسی اور ذاتی دشمن بھی سامنے آتا تو آپ ان سے کبھی بھی حرف شکایت منہ پر نہ لاتے تھے، کشادہ پیشانی سے ایسے ملتے جیسے وہ قریبی دوست ہو۔

افسوس! وہ عظیم مدبر، وہ بے مثل سیاست داں، وہ دردمند رہنما، ایمانی حرارت سے لبریز انسان ہم میں نہیں رہا۔ حضرت کی لاش کورات کے گیارہ بجے بحریہ ٹاؤن کے ہسپتال سے ایمبولینس کے ذریعہ

اکوڑہ خٹک روانہ کیا گیا۔ احقر کے علاوہ مولانا حامد الحق، مولانا شاہ ولی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا یوسف شاہ ساتھ تھے، سارے راستہ میں نظروں کے سامنے حضرت حضرت کی زندگی کا قلم گردش کرتا رہا۔

ہائے افسوس! ہم اس گنج گرانمایہ سے محروم ہو چلے، تقریباً ایک بجے اکوڑہ پہنچے تو ہزاروں طلباء علماء اور عوام الناس اپنے فقید المثال علمی و روحانی باپ کے استقبال کے لئے سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر رو رہے تھے، حسب پروگرام حضرت کو پہلے مولانا راشد الحق کے مکان میں لیجایا گیا، جہاں انہیں غسل دیا گیا اس عمل میں احقر کے ساتھ چاروں فرزند ان (مولانا حامد الحق، مولانا راشد الحق، مولانا اسامہ، مولانا خزمیہ) برادران مولانا انوار الحق، پروفیسر محمود الحق، میرے برادر خورد ڈاکٹر حبیب الحق، عم زاد ڈاکٹر عثمان حقانی، مولانا لقمان الحق، عبدالب صاحب وغیرہ شامل تھے۔

غسل سے قبل حضرت کے بدن پر لگنے والے درجنوں زخموں میں سے اکثر کوٹانکے لگانے کی ذمہ داری برادر محبیب الحق و عثمان حقانی نے نبھائی، حضرت کے چہرے کو روئی کی مدد سے خون صاف کرنے کی دیکھی کہ ادھر حضرت کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح چمکنا شروع ہوا۔ تقریباً تین بجے حضرت کی لاش کو گھرا لیا گیا۔ صبح ۱۱ بجے طلباء و علماء اور عوام الناس کی زیارت کے لئے جسد مبارک کو بنی زیر تعمیر مسجد کے ہال میں رکھا گیا، جہاں جوق در جوق دیدار کا سلسلہ چلتا رہا۔

نماز جنازہ سے قبل دارالعلوم اور گرد و جوار میں ہزاروں علماء و طلباء اور عوام الناس کا سمندر اٹھ آیا، جنازہ کیلئے اکوڑہ خٹک کے خوشحال خان خٹک کالج و ٹیکنیکل کالج کے وسیع احاطے مختص کئے گئے، لیکن وہ کم پڑ جانے کی وجہ سے لاکھوں افراد باہر سڑک اور کھیتوں میں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ برادر محبیب مولانا حامد الحق نے جنازہ پڑھایا اور پھر ہزاروں لوگوں کی آہ و سسکیوں میں انہیں اپنے عظیم والد محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے جوار میں سپرد خاک کر دیا گیا، مولانا صاحب موصوف کے تفصیلی حالات یوں ہیں:

نام و نسب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق (دامت برکاتہم) بن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق بن الحاج مولانا محمد معروف گل بن حضرت الحاج میر آفتاب بن حضرت مولانا عبدالحمد۔

تاریخ پیدائش: 30 ستمبر 1936ء کو اکوڑہ خٹک میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم گھر میں اپنے والد صاحب سے حاصل کی اور پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے قائم کردہ انجمن تعلیم القرآن اسلامیہ پرائمری سکول میں پرائمری کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم: ابتدائی درجات سے لے کر دورہ حدیث تک کے کتب آپ نے اپنے والد کے قائم فرمودہ گلشن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جامعہ حقانیہ میں پڑھیں۔

فراغت : دارالعلوم حقانیہ ہی سے 1959ء میں دورہ حدیث پڑھ کر اعلیٰ علوم کی سند فراغت حاصل کی، دستار بندی کے متعلق آپ خود لکھتے ہیں:

سالانہ جلسہ میں اکابرین کے دست مبارک سے دستار بندی:

23 اپریل 1960ء: مولانا خیر محمد صاحب (مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان) جلسہ میں شرکت کے لئے بعد از نماز مغرب سندھ ایکسپریس سے پہنچے۔

24 اپریل: صبح خیبر میل سے مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تشریف لائے، حضرت شیخ الثغیر مولانا احمد علی لاہوری بوجہ ناگہانی علالت تشریف نہ لاسکے، بعد از نماز ظہر جلسہ دستار بندی کا آغاز ہوا۔

دورہ تفسیر: 1378ھ میں الامام الکبیر شیخ الثغیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (بانی ادارہ خدام الدین لاہور) سے دورہ تفسیر پڑھی اور اعلیٰ نبرات میں سند حاصل کی۔

اعزازی سندات: دارالعلوم دیوبند، مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں آپ کو مشائخ وقت کی طرف سے اعزازی سندات عطا ہوئیں جن میں شیخ الحدیث مولانا فخر الدین (دارالعلوم دیوبند)، شیخ حرم الشیخ علوی مالکی (مکہ مکرمہ)، الشیخ بدر عالم میرٹھی (مہاجر مدینہ منورہ) اور شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتی، مولانا قاری محمد طیب (دیوبند)، مولانا عبدالرحمن کالمپوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

دارالعلوم میں تقرری: بحیثیت مدرس دارالعلوم حقانیہ میں تقرر 25 ربیع الاول 1379ھ کو ہوا۔ 1960ء سے لے کر اب تک جامعہ حقانیہ میں درس نظامی کے ابتدائی درجات سے دورہ حدیث تک اکثر کتب کی تدوین کر چکے ہیں اور اب بھی حدیث کی اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے۔ ابتدائی مشاہیرہ 50 روپیہ تھا۔ ذی الحجہ 1416ھ کو آخری مشاہیرہ 2690 تھا، اسکے بعد سے تمام خدمات حبیبہ اللہ انجام دے رہے تھے۔

بیعت و ارشاد: جمعہ 14 مارچ 1958ء الموافق 22 شعبان 1377ھ مدینہ منورہ کے مشہور شیخ عالم اور مہاجر رہنما و مرشد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے ان سے بیعت کی۔ حضرت عباسی نے آپ کو ”اللهم نور بالعلم قلبی واستعمل بطاعتك بدنی وبارک وسلم علیہ اور یا اللہ، یا سلام، یا قوی“ کا بعد اہل البدر (313 مرتبہ) ورد کرنے کا فرمایا تھا۔ اس سے قبل لاہور میں شیخ الثغیر مولانا احمد علی لاہوری حضرت مولانا عبدالملک نقشبندی اجلہ تصوف سے بھی بیعت اور استفادہ کی سعادت ملی۔

دارالعلوم حقانیہ کی مسجد میں پہلے جمعہ کی امامت

دارالعلوم کے ابتدائی دور جو حضرت جدی المکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا اہتمام کے

زرین دور تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت شہید رحمہ اللہ کو اپنے عظیم والد کے دست راست بن کر بھر پور معاونت کی توفیق سے نوازے رکھا، حضرت دادا جان کی زندگی ہی میں ان کی غیر موجودگی میں جملہ امور کی کفالت آپ کے ذمہ تھی، جیسے ڈائری میں ذیل کا واقعہ مذکور ہے۔

28 جون 1963ء: دارالعلوم کی زیر تعمیر جامع مسجد (سابقہ مسجد جواب شہید ہو گئی ہے) میں پہلی بار نماز جمعہ پڑھی گئی، خطبہ اور امامت و تقریر کی سعادت (بوجہ عدم موجودگی والد ماجد رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اس ناچیز کو دی، تقریر ذات خداوندی کے موضوع پر ہوئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ بھرا ہوا تھا۔ (مولانا سحیح الحق کی ڈائری) ماہنامہ الحق کا اجراء: آپ نے 1965ء میں دارالعلوم سے ماہنامہ ”الحق“ کے نام سے ایک علمی رسالہ جاری کیا، اسے ملک و بیرون ملک جو قبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی ہے وہ بے حد قابل رشک ہے، برصغیر کے اہل علم و قلم، ارباب فکر و دانش، علماء و صلحا اور معاصر مجلات و رسائل نے ”الحق“ کا پر تپاک خیر مقدم کیا، الحق نے اپنی 53 سالہ زندگی میں علم و فن، ادب و تہذیب، اسلام کی اشاعت اور فرق باطلہ کے تعاقب وغیرم ہر محاذ میں موثر کردار ادا کیا ہے۔

مؤتمر المصنفین کا قیام: آپ دارالعلوم میں اسلامی تحقیق و ریسرچ کے اہم شعبہ مؤتمرا لمصنفین کے بانی اور صدر ہیں، مؤتمرا لمصنفین سے اب تک بیسوں موضوعات پر سینکڑوں کتب شائع ہو چکی ہیں اور تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ تاہوز جاری ہے۔

ماڈرن ازم کا تعاقب: ایوب خان کے دور میں تجدد اور ماڈرن ازم کے داعی ڈاکٹر فضل الرحمان کے فتنے کا بھرپور تعاقب کیا۔ ماہنامہ ”الحق“ میں ماڈرن ازم کے تعاقب، محاسبہ اور محاکمہ پر خود بھی بہت خوب لکھا اور دوسروں سے بھی ڈاکٹر فضل الرحمن کے فتنے کے تعاقب میں مضامین لکھوائیں اور الحق میں شائع کر کے اس فتنہ کے خلاف بند باندھنے کی سعی کی، اس زمانے میں ڈاکٹر فضل الرحمن کے خلاف ماہنامہ ”الحق“ ایک توانا آواز تھی۔ تحریک ختم نبوت میں اہم کردار: 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا، قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں ”ملت اسلامیہ کا موقف“ کے نام سے جو مسلمانوں کی ترجمانی کی گئی اس کا ایک حصہ آپ نے لکھا، جسے حضرت مولانا مفتی محمود نے اسمبلی میں پڑھ کر سنایا تھا۔

تحریک نظام مصطفیٰ اور قید و بند: 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی تو آپ نے صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) میں بنیادی اور قائدانہ کردار ادا کیا، تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران مارچ 1977ء سے مئی 1977ء تک ہر پور جیل میں قید و بند کی صعوبت اٹھائی۔ آپ کے علمی و دینی مقام کے بنا پر ہزاروں قیدیوں میں جن میں ہر طبقہ خیال سے وابستہ افراد شامل تھے خطبہ جمعہ اور درس قرآن و حدیث کی ذمہ داری



آپ کو سوچی اور سب نے آپ پر اتفاق کیا۔

صد سالہ جشن دیوبند: 1980ء میں دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ میں شرکت کی اور تعلیمی سیمینار میں مقالہ بھی پڑھا۔

ممبر وفاق المدارس: پاکستان کی دینی مدارس کی سب سے بڑی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے رکن خاص رہے ہیں اور اسکے سارے بنیادی کاموں میں حصہ لے رہے تھے۔

ممبر فیڈرل کونسل: 1983ء سے لیکر 1985ء تک ملک کے سب سے بڑے قومی ادارے فیڈرل کونسل کے ممبر رہے۔ سینٹ آف پاکستان: ملک کے سب سے بڑے آئینی ادارے سینٹ آف پاکستان کے 1985ء سے 2008ء تک ممبر رہے۔

جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل: نومبر 1986ء سے اکابرین جمعیت علمائے اسلام (حافظ القرآن و الحمدیہ حضرت مولانا عبداللہ درخواسی رحمہ اللہ وغیرہم) نے جمعیت کی قیادت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر رکھی تھی، تادم حیات جمعیت علمائے اسلام کے امیر رہے۔ ملک میں خالص اور اسلامی سیاست کے حوالے سے آپ کو عظمت و سبقت حاصل ہے۔

شریعت بل: آپ نے سینٹ آف پاکستان میں پانچ چھ سال کی طویل ترین صبر آزما جدوجہد کے بعد شریعت بل کو منظور کرایا اور اسلامائزیشن کے سلسلہ میں پورے ایوان کو میدان کارزار بنائے رکھا جس کی تفصیلات سے اسبلی کی مطبوعہ رپورٹیں بھری ہوئی ہیں، یہ آپ کا ایسا روشن کارنامہ ہے جسے برصغیر کی تاریخ میں روشن باب کی حیثیت حاصل رہے گی۔

متحدہ شریعت محاذ: متحدہ شریعت محاذ جسکے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صدر تھے، آپ ہی کی تحریک و مساعی کا ثمرہ تھا، اس محاذ میں تمام مکاتب فکر کو ملا کر آپ نے شریعت بل کو پاس کرانے میں ملک گیر جدوجہد کی۔

متحدہ علماء کونسل: عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل کی تشکیل بھی آپ ہی کی مرہون منت ہے، جسکے آپ سیکرٹری جنرل تھے۔ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء اور مذہبی تنظیموں کے سربراہان اس میں شریک ہوئے۔

اسلامی جمہوری اتحاد: نو جماعتوں کے اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد کے سینئر نائب صدر رہے ہیں۔

متحدہ دینی محاذ: دینی جماعتوں کے انتخابی اتحاد متحدہ دینی محاذ کے داعی اور کونویر رہے۔

ملی یکجہتی کونسل: دینی طبقتوں سے فرقہ واریت اور دہشت گردی کا شرمناک الزام مٹانے، امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف اور ملت کی فلاح و بہبود کے لئے تمام دینی جماعتوں کا ایک منفقہ پلیٹ فارم ملی یکجہتی کونسل کے

نام سے تشکیل دیا، جس میں تمام مکاتب فکر اکٹھے بیٹھ گئے اس کے سیکرٹری جنرل بھی آپ کو منتخب کیا گیا۔ جہاد افغانستان میں کردار: جہاد افغانستان میں اپنے عظیم والد کی طرح آپ نے بھی بھرپور حصہ لیا، افغان مجاہدین کے اتحاد، عبوری حکومت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا، تحریک طالبان میں مرکزی کردار کے حامل رہے۔ تحریک طالبان: افغانستان میں طالبان تحریک اور گورنمنٹ مغربی دنیا اور خصوصاً امریکہ کیلئے زہر قاتل بنا، مذکورہ تحریک سے حضرت قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کا بنیادی سرپرستی کا تعلق رہا اور ملک و بیرون ملک ہر جگہ ان کی تائید کے لئے کوشاں رہیں۔

دفاع افغانستان کونسل: افغانستان پر پہلے امریکی حملوں اور پھر اس کے بعد امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر پابندیاں لگانے پر قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ نے افغانستان میں طالبان تحریک کیلئے حمایت و تائید حاصل کرنے کے لئے ملک بھر کے دینی مذہبی و جہادی تنظیموں کا سربراہ اجلاس جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ۱۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو منعقد کیا۔ اس اجلاس میں تمام مذہبی و جہادی تنظیموں نے طالبان کی تائید و حمایت کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں ایک کونسل ”دفاع افغانستان کونسل“ کے نام سے تشکیل دی گئی، جس کا چیئر مین آپ کو بنایا گیا۔

دفاع پاکستان و افغانستان کونسل: ملک بھر کے تمام دینی سیاسی جماعتوں کے اجلاس میں قومی سلامتی کے اہم ترین تقاضے کے پیش نظر فیصلہ کرتے ہوئے دفاع افغانستان کونسل کو دفاع پاکستان و افغانستان کونسل نام دینے کا فیصلہ کیا گیا اور قومی خود مختاری کے تحفظ اور ملکی سالمیت کے دفاع کیلئے یک نوازی ایجنڈے پر متحد ہو کر وطن عزیز کے خلاف سازشوں کا مقابلہ کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اس کونسل کا سربراہ متفقہ طور پر حضرت مولانا سمیع الحق کو قرار دیا گیا، تادم آخر اس کونسل کا سربراہ رہے۔

متحدہ مجلس عمل: بعد میں اسی پلیٹ فارم کو انتخابی اتحاد کیلئے ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں متحدہ مجلس عمل کا نام دیا گیا، جسے صوبہ سرحد کے عوام نے زبردست پذیرائی سے نوازا۔ آگے چل کر یہ اتحاد اپنے مقاصد سے انحراف کی وجہ سے عوامی تائید و قبولیت کھو بیٹھا۔

اہتمام کی ذمہ داری: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی رحلت کے بعد دارالعلوم کی عظیم ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ پڑی، تقریباً ۳۰ برس سے دارالعلوم حقانیہ کے انتظامی امور آپ چلا رہے تھے جبکہ اس عرصہ میں دارالعلوم اپنی وسعت کار کے لحاظ سے دنیا کا عظیم تعلیمی ادارہ بن چکا ہے۔

آپ کے دور اہتمام میں ہونے والی ترقی: الحمد للہ آپ کے دور اہتمام میں دارالعلوم نے دن گئی اور رات چوگنی ترقی کی ہے، علمی میدان میں دارالعلوم حقانیہ دوسرے مدارس کی صف میں آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے،



پاکستان اور بیرون ملک سے طالبان علوم دینیہ ایشیاء کی اس عظیم یونیورسٹی کا رخ کر رہے ہیں، اس وقت دورہ حدیث شریف میں طلباء کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہیں۔ اتنی زیادہ تعداد پورے پاکستان میں کسی بھی مدرسے کے دورہ حدیث میں نہیں ہے، اسکے علاوہ تعمیراتی میدان میں بھی دارالعلوم روہتقی ہے، چند جدید تعمیراتی سلسلوں کے نام ذکر کیے جاتے ہیں، جنکا آغاز اور تکمیل آپ کے دوراہتمام میں آپ ہی کے مساعی سے ہوا۔

ایوان شریعت ہال: جدید سہولیات سے مزین عظیم دارالحدیث ہے۔

احاطہ مدنیہ: چار منزلہ 120 کمروں پر مشتمل سب سے بڑا رہائشی ہاسٹل ہے۔

احاطہ ماوراءالنہر: یہ ہاسٹل ابتداء میں نو آزاد وسطی ایشیائی ریاستوں اور غیر ملکی طلباء کیلئے بنایا گیا تھا اور اب ان کے چلے جانے کے بعد آج کل ”مدرسہ ہاجرہ للبنات“ کی صورت اختیار کر کے اکوڑہ خٹک کی بچیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا مرکز بن گیا ہے۔

احاطہ یوسفیہ: بڑے بڑے کشادہ ہالوں پر محیط ہاسٹل ہے۔

رہائشی فلیٹس: جدید طرز تعمیر کے رہائشی مکانات ہیں۔ یہ دو بلاک ہیں ایک بلاک چار مکانات اور دوسرا 12 مکانات پر مشتمل ہے۔

سیوریج سسٹم: پورے دارالعلوم سے گزرتے ہوئے برساتی نالے کو سیوریج سسٹم میں تبدیل کیا، جن سے پورے دارالعلوم کے سیوریج ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

احاطہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق: تین منزلوں پر مشتمل احاطہ، جس کی ٹخنی منزل میں دارالعلوم کا مطبخ اور باقی اوپر کی دو منزلوں میں طلباء کی رہائشی کمرے تھے، جسے اب نئے اکیڈمک بلاک کے لئے گرا دیا گیا ہے۔

احاطہ امام بخاری: تین منزلوں پر مشتمل یہ احاطہ بھی آپ کے مساعی سے تعمیر ہوا۔

دارالعلوم حقانیہ کی عظیم جامع مسجد مولانا عبدالحق: مسجد مولانا عبدالحق یہ میرے خیال کے مطابق دارالعلوم کی تاریخ کا سب سے بڑا منصوبہ ہے، پرانی مسجد شہید کر کے اس کی جگہ ایک لاکھ کورڈ فٹ ایریا پر مشتمل وسیع و عریض جامع مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے، بقول حضرت یہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا خواب ہے کہ حقانیہ کے شایان شان بڑی مسجد بن جائے، اس پر بھمد اللہ اب تک 14 کروڑ رقم خرچ ہو چکی ہے۔

دارالتمذیٰ ریس و اکیڈمک بلاک: یہ منصوبہ بھی دارالعلوم کے تعمیراتی منصوبوں میں بڑا منصوبہ ہے، جو اس وقت تکمیلی مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔ اس بلاک میں فون کے جملہ درسگاہیں و دفاتر کے لئے وسیع و عریض ہال چار پانچ منزلوں میں تعمیر کئے گئے ہیں۔

تصنیف و تالیف: اس قدر تدریسی، دارالعلوم کے انتظامی امور کی مصروفیات اور سیاسی ذمہ داریوں

کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا مشغلہ بھی جاری رکھا تھا۔ آپ کی چند تصنیفات درجہ ذیل ہے۔

(۱) قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف (۲) کاروان آخرت (۳) قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق (۴) شریعت بل کا محرکہ (۵) حقائق السنن شرح جامع السنن الامام الترمذی (۶) اسلام اور عصر حاضر (۷) دعوات حق (چار جلدوں میں) جو مولانا عبدالحق کے خطبات کا مجموعہ ہے جسے آپ نے خود ضبط اور مرتب کیا۔ (۸) زین المحافل شرح شمائل ترمذی (۱۰) اسلام کا نظام اکل و شرب شرح ترمذی (۹) خطبات حق (۱۱) مکتوبات مشاہیر سات جلدوں میں (۱۲) خطبات مشاہیر جامعہ حقانیہ میں اکابر امت کے خطبات و تقاریر کا مجموعہ ۱۰ جلدوں میں (۱۳) اسلامی معاشرے کے لازمی خدو حال (ترمذی شریف کے ابواب البر والصلہ کی شرح) (۱۴) عبادات و عبدیت (۱۵) مسئلہ خلافت و شہادت۔

عالمی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت: مختلف موقعوں پر عرب و عجم کے دیسوں میں عالمی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔

مسجد حرام کی توسیع کے سنگ بنیاد میں مولانا سمیع الحقؒ کی شرکت: ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۹ اگست ۲۰۱۱ء کو حرم کی سب سے بڑی جدید توسیع کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا اور اس سلسلے میں مکہ کے قصر صفا میں ایک بڑی یادگار تقریب کا اہتمام کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس تقریب میں سعودی عرب کے مقتدر سیاسی، قومی، علمی اور روحانی اہم شخصیات مدعو تھے مگر سعودی عرب سے باہر عالم اسلام اور عالم عرب کی شخصیات میں سے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس تاریخی و مبارک تقریب میں شرکت سے نوازے گئے اور دوسری شخصیت عالم عرب اور مصر کے معروف محقق، مفتی، عالم، علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی تھی، دونوں حضرات کو خصوصیت کے ساتھ اس تقریب میں ممتاز حیثیت دی گئی اور سب سے پہلی نشست حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ کیلئے مختص کی گئی۔

امام حرم شیخ سدیس کا اپنا جبہ مولانا سمیع الحقؒ کو ہدیہ کرنا: اسی طرح حرم کی روح رواں اور عالمی شہرت کے حامل خوش الحان امام جناب ڈاکٹر الشیخ عبدالرحمن السدیس مدظلہ نے بھی قصر صفا کے قیام کے دوران حضرت مولانا سمیع الحق صاحب رحمہ اللہ کو قیام اللیل کی روح پرور دعا کرانے کے بعد اپنا نیا زیر استعمال خصوصی قیمتی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا اور اسے مولانا رحمہ اللہ کو پہننے کی فرمائش کی، شیخ عبدالرحمن السدیس کی یہ خصوصی محبت بھی حضرت مولانا، دارالعلوم اور خاندان حقانی کے لئے سرمایہ سعادت ہے۔

مشاہیر اساتذہ: حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا

عبد الغفور سواتی، مولانا عبد الحلیم زروہوی، مولانا مفتی یوسف بونیری، 1383ھ میں آپ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اس دوران دو تین ماہ مدینہ منورہ کے قیام کا موقع ملا، جامعہ اسلامیہ مدینہ کچھ عرصہ قبل قائم ہوا، جامعہ کے اساتذہ کی اجازت سے مولانا حسن جان شہید، مولانا عبداللہ کا کاخیل وغیرہ (جو جامعہ میں زیر تعلیم تھے) کی خواہش پر اعزازی طور پر شیخ عبداللہ بن بازؒ شیخ محمد امین شنیطیؒ شیخ ناصر الدین البانیؒ، شیخ عبدالقادر شمیمہ الحمد، شیخ عطیہ سالم جیسے تابعہ روزگار اساتذہ کے کلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ دیگر اسفار: آپ کے اسفار میں وسطی ایشیائی ریاستوں مصر، المان، لیبیا، عرب امارت، کویت، کولمبورو، بھارت، چین، امریکہ، برطانیہ اور دوسرے مغربی ممالک کے اسفار قابل ذکر ہیں۔ سینٹ کے خارجہ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے بھی آپ نے یورپ، چین، سنٹرل ایشیاء ویت نام وغیرہ کے دورے کئے اور وہاں انتہائی اعلیٰ سطحی اداروں، پارلیمنٹیرین، سربراہوں سے افغانستان کا اور مغرب کے نام نہاد دہشت گردی پر زور دار ترجمانی کی اور اسلام کی خلاف پروپیگنڈے کا شد و مد سے توڑ کیا۔ ہر کانفرنس اور ہر سیمینار میں آپ رحمہ اللہ نے مغرب کے اس نام نہاد اصطلاح الارباب کا قلعی کھول دی اور مغرب کی دہشت گردی کا پردہ چاک کیا اور مغربی اصطلاح الاربابیہ کی ہر موڑ پر رد پیش کیا ہے اور ہر محاذ پر اسے مغرب کی مخالفت کی۔

مولانا شہیدؒ کا آخری مکتوب: جہاد اور مجاہدین سے بے لوث محبت کا مظہر آپ کا یہ آخری خط ہے، جس میں آپ نے مولانا جلال الدین حقانیؒ کے سوانح مرتب کرنے کیلئے علماء و زعماء کو تاثرات لکھنے کی دعوت دی۔ حضرت محترم زید محمد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ: جہاد افغانستان کے عظیم کمانڈر اور جرنیل حضرت مولانا جلال الدین حقانی رحمہ اللہ کا دنیا کے دو سپر پاور سوویت یونین اور امریکہ کی خلاف جہاد میں بنیادی کردار سے آپ یقیناً واقف ہوں گے، اپنے وقت کے امام شاملؒ، صلاح الدین ایوبیؒ، سلطان ٹیپو شہید کی یادیں تازہ کرنے والے یہ عظیم رہنماء حال ہی میں وفات پا گئے ہیں۔ انکے متعلقین انکے سنہری سوانح و احوال کے مرتب کر رہے ہیں ان کی خواہش ہے کہ ان کے بارہ میں تاثرات اور تعزیتی کلمات احقر کے نام ارسال فرمادیں تاکہ اسے سوانحی مجموعہ میں شامل کیا جاسکے۔ والسلام: سمیع الحق، مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک پاکستان

اولاد و اتحاد: مولانا حامد الحق (فاضل و مدرس حقانیہ سابقہ ایم این اے نوشہرہ، مولانا راشد الحق، فاضل و مدرس حقانیہ، وائڈیٹر مجلہ ”الحق“ اسامہ سمیع، خزیمہ سمیع اور پانچ بیٹیاں ہیں جن میں بڑی بیٹی شفیق الدین فاروقی مرحوم کے عقد میں، دوسری سید سلیمان داود گیلانی، تیسری احقر (مولانا عرفان الحق حقانی) کے عقد میں ہیں، اتحاد میں عبدالحق ثانی، محمد احمد، احمد محمد عمر، محمد معز الحق، محمد ارحم الحق، عمار شفیق، حذیفہ شفیق، محمد یحییٰ اور محمد حسنین شامل ہیں۔